قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ ۚ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ۗ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ (آل عمران 74)

روزنامہ

# الفضل

لندن

مدیر۔ابو سعید

Online Edition

منگل 10 نومبر 2020ء | 22 ربیع الاول 1441 ہجری قمری | جلد:2 | شمارہ:266

## ارشادِ باری تعالیٰ

وَ الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَ ذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّ اجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا

(سورۃ الفرقان آیت نمبر 75)

ترجمہ: اور وہ لوگ جو یہ کہتے ہیں کہ اے ہمارے رب! ہم کو اپنے جیون ساتھیوں اور اولاد سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا کر اور ہمیں متقیوں کا امام بنا۔

## فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

### عورتوں کا خیال رکھو

ایک روایت ہے حضرت سلیمان بن عمرو بن احوصؓ روایت کرتے ہیں کہ میرے والد نے مجھے بتایا کہ وہ حجۃ الوداع کے موقع پر آنحضورؐ کے ہمراہ موجود تھے۔ اس موقع پر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حمد و ثناء کے بعد وعظ و نصیحت فرمائی اور پھر فرمایا کہ عورتوں کے بارے میں ہمیشہ بھلائی کے لئے کوشاں رہو کیونکہ وہ تمہارے ساتھ قیدیوں کی طرح بندھی ہوئی ہیں۔تم ان پر کوئی حق ملکیت نہیں رکھتے سوائے اس کے کہ وہ کھلی کھلی بے حیائی کی مرتکب ہوں۔ اور ان کا تم پر یہ حق ہے کہ تم ان کے کپڑوں اور کھانے کا بہترین خیال رکھو۔

(ترمذی کتاب الرضاع باب ماجاء فی حق المرأۃ علی زوجھا)

## فرمان خلیفہ وقت

’’اللہ تعالیٰ نے مرد کے قویٰ کو جسمانی لحاظ سے مضبوط بنایا ہے اس لئے اس کی ذمہ داریاں اور فرائض بھی عورت سے زیادہ ہیں۔ اس سے ادائیگی حقوق کی زیادہ توقع کی جاتی ہے۔عبادات میں بھی اس کو عورت کی نسبت زیادہ مواقع مہیا کئے گئے ہیں۔ اور اس لئے اس کو گھر کے سربراہ کی حیثیت بھی حاصل ہے اور اسی وجہ سے اس پر بحیثیت خاوند بھی بعض اہم ذمہ داریاں ڈالی گئی ہیں۔ اور اسی وجہ سے بحیثیت باپ اس پر ذمہ داریاں ڈالی گئی ہیں۔ اور بہت ساری ذمہ داریاں ہیں، چند ایک کا میں یہاں ذکر کروں گا۔ اور ان ذمہ داریوں کو نبھانے کے لئے حکم دیا کہ تم نیکیوں پر قائم ہو، تقویٰ پر قائم ہو، اور اپنے گھر والوں کو، اپنی بیویوں کو، اپنی اولاد کو تقویٰ پر قائم رکھنے کے لئے نمونہ بنو۔ اور اس کے لئے اپنے رب سے مدد مانگو، اس کے آگے روؤ، گڑگڑاؤ اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرو کہ اے اللہ! ان راستوں پر ہمیشہ چلاتا رہ جو تیری رضا کے راستے ہیں، کبھی ایسا وقت نہ آئے کہ ہم بحیثیت گھر کے سربراہ کے، ایک خاوند کے اور ایک باپ کے، اپنے حقوق ادا نہ کرسکیں اور اس وجہ سے تیری ناراضگی کا موجب بنیں۔ تو جب انسان سچے دل سے یہ دعا مانگے اور اپنے عمل سے بھی اس معیار کو حاصل کرنے کی کوشش کرے تو اللہ تعالیٰ نہ ایسے گھروں کو برباد کرتا ہے، نہ ایسے خاوندوں کی بیویاں ان کے لئے دکھ کا باعث بنتی ہیں اور نہ ان کی اولاد ان کی بدنامی کا موجب بنتی ہے۔ اور اس طرح گھر جنت کا نظارہ پیش کر رہا ہوتا ہے۔‘‘

(خطبہ جمعہ 2/ جولائی 2004ء بحوالہ الاسلام)

## حضرت سلطان القلمؑ کے رشحات قلم

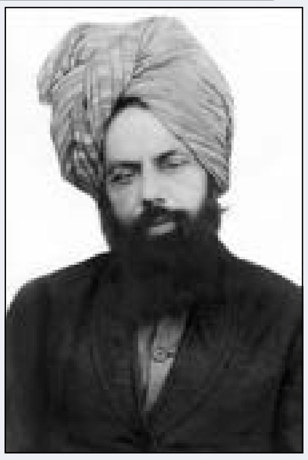

### وہ شخص بزدل اور نامرد ہے جو عورتوں سے مقابلہ کرتا ہے

فرمایا: ’’اسی طرح عورتوں اور بچوں کے ساتھ تعلقات اور معاشرت میں لوگوں نے غلطیاں کھائی ہیں اور جادۂ مستقیم سے بہک گئے ہیں۔قرآن شریف میں لکھا ہے ’’عَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ مگر اب اس کے خلاف عمل ہو رہا ہے۔

دو قسم کے لوگ اس کے متعلق بھی پائے جاتے ہیں۔ ایک گروہ تو ایسا ہے کہ انہوں نے عورتوں کو بالکل خلیع الرسن کر دیا ہے۔ دین کا کوئی اثر ہی ان پر نہیں ہوتا۔ اور وہ کھلے طور پر اسلام کے خلاف کرتی ہیں اور کوئی ان سے نہیں پوچھتا۔بعض ایسے ہیں کہ انہوں نے خلیع الرسن تو نہیں کیا۔ مگر اس کے بالمقابل ایسی سختی اور پابندی کی ہے کہ ان میں اور حیوانوں میں کوئی فرق نہیں کیا جا سکتا۔ اور کنیزکوں اور بہائم سے بھی بدتر ان سے سلوک ہوتا ہے، مارتے ہیں تو ایسے بے درد ہو کر کہ کچھ پتہ ہی نہیں کہ آگے کوئی جاندار ہستی ہے یا نہیں۔غرض بہت ہی بری طرح سلوک کرتے ہیں۔ یہاں تک کہ پنجاب میں مثل مشہور ہے کہ عورت کو پاؤں کی جوتی کے ساتھ تشبیہ دیتے ہیں کہ ایک اتار دی دوسری پہن لی۔ یہ بڑی خطرناک بات ہے اور اسلام کے شعائر کے خلاف ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ساری باتوں کے کامل نمونہ ہیں۔ آپ کی زندگی میں دیکھو کہ آپ عورتوں کے ساتھ کیسی معاشرت کرتے تھے۔ میرے نزدیک وہ شخص بزدل اور نامرد ہے جو عورت کے مقابلہ میں کھڑا ہوتا ہے‘‘۔

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 44 ایڈیشن 1984ء)

پھر آپؑ نے فرمایا کہ ’’مَیں التزاماً چند دعائیں ہر روز مانگا کرتا ہوں۔ اوّل۔ اپنے نفس کے لئے دعا مانگتا ہوں کہ خداوند کریم مجھ سے وہ کام لے جس سے اس کی عزت وجلال ظاہر ہو اور اپنی رضا کی پوری توفیق عطا کرے۔ دوم۔ پھر اپنے گھر کے لوگوں کے لئے دعا مانگتا ہوں کہ ان سے قرۃ عین عطا ہو اور اللہ تعالیٰ کی مرضیّات کی راہ پر چلیں۔سوم۔ پھر اپنے بچوں کے لئے دعا مانگتا ہوں کہ یہ سب دین کے خدام بنیں۔ چہارم۔ پھر اپنے مخلص دوستوں کے لئے نام بنام۔ پنجم۔اور پھر ان سب کے لئے جو اس سلسلہ سے وابستہ ہیں خواہ ہم انہیں جانتے ہیں۔یا نہیں جانتے۔‘‘(ملفوظات جلد دوم صفحہ 4-5 ایڈیشن 1984ء)

### اس شمارہ میں

- در مدح حضرت مسیح موعود علیہ السلام (منظوم)
- مساجد کی رونق بنو اور دعاؤں پر زور دو
- ’’جب جوش اور غصہ آتا ہے تو عقل قائم نہیں رہ سکتی‘‘
- نیشنل ورچوئل تعلیمی کوئز زیر اہتمام قیادت تعلیم مجلس انصار اللہ کینیڈا

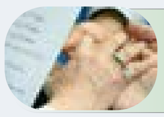

## دربارِ خلافت

# اسلامی بھائی چارے کی تعلیم

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:۔

ایک مومن کو جس میں اللہ تعالیٰ کا تقویٰ ہے، اس بھائی چارے کی تعلیم کو اپنے اوپر مکمل طور پر لاگو کرنے اور دنیا میں پھیلانے کے لئے یہ حکم دیا گیا ہے۔ یہی وہ حکم ہے جس سے دنیا میں ایک دوسرے سے پیار محبت اور ایک دوسرے سے برادری کا تعلق قائم ہوسکتا ہے۔ ورنہ جتنی چاہیں یہ سلامتی کونسلیں بنالیں وہ قوموں کی بے چینی اس لئے دور نہیں کرسکتیں کہ طاقتوروں نے اپنے اختیارات دوسروں سے زیادہ رکھے ہوئے ہیں۔ پس دنیا کی سلامتی کی ضمانت اسی وقت دی جا سکتی ہے، دنیا کی بے چینی اسی وقت دور کی جا سکتی ہے جب قومی برتری کے جھوٹے اور ظالمانہ تصور کا خاتمہ ہو جائے گا۔ یہ بے چینی اس وقت تک دور نہیں ہوسکتی جب تک نسلی اور قومی برتری کے تکبر دل و دماغ سے نہیں نکلتے۔ دنیا میں سلامتی اس وقت تک قائم نہیں ہوسکتی جب تک یہ نسل، قوم اور ملک کی برتری کا احساس رکھنے والوں اور حکومتوں کے دماغوں میں یہ بات راسخ نہیں ہو جاتی کہ ہم آدم کی اولاد ہیں اور ہمارا وجود بھی قانون قدرت کے تحت مرد اورعوت کے ملاپ کا نتیجہ ہے اور ہم بحیثیت انسان خدا کی نظر میں برابر ہیں۔ اللہ کی نظر میں اگر کوئی اعلیٰ ہے تو تقویٰ کی بنا پر اور تقویٰ کا معیار کس کا اعلیٰ ہے یہ صرف خدا کو پتہ ہے۔ کوئی اپنے تقویٰ کے معیار کو خود Judge کرنے والا نہیں ہے۔ خود اس معیار کو دیکھنے والا نہیں ہے، پرکھنے والا نہیں ہے۔ پس اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تمہاری حیثیت، تمہارا دوسرے انسان سے اعلیٰ اور برتر ہونا اس کا کوئی تعلق نہ تمہاری قوم سے، نہ تمہاری نسل سے ہے نہ تمہارے رنگ سے ہے، نہ تمہاری دولت سے ہے، نہ تمہارے اپنے معاشرے میں اعلیٰ مقام سے ہے۔ نہ کسی قوم کا اعلیٰ ہونا، کمزور لوگوں پر اس کے حکومت کرنے سے ہے۔ دنیا کی نظر میں تو ان دنیاوی طاقتوں اور حکومتوں کا مقام ہو گا لیکن خدا تعالیٰ کی نظر میں نہیں۔ اور جو چیز خدا تعالیٰ کی نظر میں قابل قبول نہ ہو وہ بظاہر ان نیک مقاصد کے حصول میں ہی کامیاب نہیں ہوسکتی جس کے لئے وہ استعمال کی جا رہی ہے۔ اسلام کہتا ہے کہ تمام انسان جو ہیں ایک خاندان ہیں اور جب ایک خاندان بن کر رہیں گے تو پھر اس طرح ایک دوسرے کی سلامتی کا بھی خیال رکھیں گے جس طرح ایک خاندان کے افراد، ایسے خاندان کے افراد جن میں آپس میں پیار و محبت ہو وہ رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں قبیلوں اور قوموں کا صرف یہ تصور دیا ہے کہ تم ایک دوسرے کو پہچان سکو۔ یہ پاکستانی ہے، یہ انگریز ہے، یہ جرمن ہے، یہ افریقن ہے۔ ورنہ بحیثیت انسان تم انسان ہو۔ اور جو امیر کے جذبات ہیں، وہی غریب کے جذبات ہیں۔ جو یورپین کے جذبات ہیں، وہی افریقن کے جذبات ہیں۔ جو مشرق کے رہنے والوں کے جذبات ہیں وہی مغرب کے رہنے والوں کے جذبات ہیں۔ پس ایک دسرے کے جذبات کا خیال رکھو۔ اگر جذبات کا خیال رکھو گے تو سلامتی میں رہو گے۔ پس ہر قوم میں اللہ تعالیٰ نے جو خصوصیت رکھی ہیں، ہر قوم کی اپنی اپنی خصوصیات ہوتی ہیں، ان سے فائدہ اٹھاؤ تا کہ دائمی پیار و محبت کو قائم رکھ سکو۔

پس اسلام کے نزدیک پائیدار سلامتی کے لئے یہی معیار ہے ورنہ جیسا کہ مَیں نے کہا جتنی بھی سلامتی کونسلیں بن جائیں، جتنی بھی تنظیمیں بن جائیں وہ کبھی بھی پائیدار امن و سلامتی قائم کرنے میں کامیاب نہیں ہوسکتیں۔ اور یہ قرآنی تعلیم پہلے صرف تعلیم کی حد تک ہی نہیں رہی بلکہ آنحضرت ﷺ نے اپنی زندگی میں اس پر عمل کیا۔ غریبوں سے لاڈ کیا، غلاموں سے پیار کیا، محروموں کو ان کے حق دلوائے، ان کو معاشرے میں مقام دلوایا۔ حضرت بلالؓ جو ایک افریقن غلام تھے وہ آزاد کروادیئے گئے تھے۔ لیکن اس وقت کوئی قومی حیثیت ان کی معاشرے میں نہیں تھی۔ لیکن آنحضرت ﷺ کے سلوک نے ان کو وہ مقام عطا فرمایا کہ حضرت عمرؓ نے بھی ان کو سیدنا بلال کے نام سے پکارا۔ پس یہ ہیں سلامتی کے معیار قائم کرنے کے طریق۔

پھر حجۃ الوداع کے موقع پر آنحضرت ﷺ نے کھول کر بیان فرما دیا کہ تم سب آدم کی اولاد ہو اس لئے نہ عربی کو عجمی پر کوئی فوقیت ہے نہ عجمی کو عربی پر کوئی فوقیت ہے۔ اسی طرح رنگ نسل بھی تمہاری بڑائی کا ذریعہ نہیں ہیں۔ پس یہ خوبصورت معاشرہ تھا جو آنحضرت ﷺ نے پیدا کیا اور یہی معاشرہ ہے جو آج مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت نے آنحضرت ﷺ کے حکم کے تحت قائم کرنا ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ نے بین الاقوامی سلامتی کے لئے حکم دیا ہے جو کہ ان لوگوں کا منہ بند کرنے کے لئے بھی کافی ہے (ان کے لئے تسلی بخش جواب ہونا چاہئے) جو یہ کہتے ہیں کہ اسلام تلوار سے پھیلا اور تشدد کا حکم دیتا ہے۔ بلکہ اس کے الٹ اللہ تعالیٰ تو یہ حکم دیتا ہے کہ جو تمہیں تنگ نہیں کر رہے، جو تم سے جنگ نہیں کر رہے (بعض احکامات کے ماتحت جنگ کی مجبوری بھی تھی۔ وہ تفصیل تو یہاں بیان نہیں ہوسکتی) جنہوں نے تمہارے خلاف تلوار نہیں اٹھائی تو نہ صرف یہ کہ ان سے کسی قسم کی سختی نہیں کرنی بلکہ ان سے نیکی کرو، ان پر احسان کرو، ان کے معاملات میں انصاف کے تمام تقاضے پورے کرو۔ چاہے وہ عیسائی ہے یا یہودی ہے یا کوئی بھی ہو۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس بارے میں فرماتے ہیں کہ: ’’بے شک ان پر احسان کرو، ان سے ہمدردی کرو انصاف کرو کہ خدا ایسے لوگوں سے پیار کرتا ہے‘‘۔ (نورالقرآن۔ روحانی خزائن جلد 9 نمبر 2 صفحہ 435)

(خطبہ جمعہ 22/ جون 2007ء)

# در مدح حضرت مسیح موعود علیہ السلام

تجھے دیکھا تو سارے اولیاء و انبیاء دیکھے
ظہورِ اولیاء تُو ہے،بروزِ انبیاء تُو ہے

کلیم اللہ بننے کا شرف حاصل ہوا تجھ کو
خدا بولے نہ کیوں تجھ سے کہ محبوبِ خدا آیا

اندھیرا چھا رہا تھا سب اجالا کر دیا جس نے
وہی بدرالدجیٰ تُو ہے، وہی شمس الضحیٰ تُو ہے

گنہگاروں کو اپنی اک نظر سے پاک کر ڈالے
خدا سے پھر ملائے جو وہ مردِ باصفا تُو ہے

وہ خاطی ہیں جو کہتے ہیں، نہیں ہے کیمیا کچھ شے
مسِ جاں کے لئے دیکھیں وہ آ کر کیمیا تُو ہے

گئے اسلام کے خطرے کے دن جب سے کہ تُو آیا
خدا سے کشتیٔ اسلام کا اب ناخدا تُو ہے

گناہ سے پاک کر ہم کو شفا بیماریوں سے دے
تو ہم مردوں کو زندہ کر کہ عیسیٰ سے سوا تُو ہے

(کلام بشیرایڈیشن 1963 صفحہ 3-4)

تبرکات حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ

# مساجد کی رونق بنو اور دعاؤں پر زور دو

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں پر رحمت بھیجی ہے اور ان کے لئے خاص برکت کی دعا فرمائی ہے جن کا دل ''مسجد میں لٹکا رہتا ہے''۔ اس سے یہ مراد نہیں کہ انسان دین و دنیا کے سارے کام چھوڑ کر صرف مسجد میں بیٹھ کر نماز پڑھتا رہے۔ یہ طریق یقیناً اسلامی تعلیم کے خلاف اور اس مجاہدانہ زندگی کے مغائر ہو گا جس پر ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کو قائم فرمانا چاہتے تھے۔ قرآن مجید فرماتا ہے:

فَضَّلَ اللّٰہُ الۡمُجٰهِدِیۡنَ بِاَمۡوَالِهِمۡ وَاَنۡفُسِهِمۡ عَلَی الۡقٰعِدِیۡنَ دَرَجَةً
(النساء: 96)

یعنی خدا نے دین کے رستہ میں جدو جہد کرنے والوں اور اسلام کی ترقی میں کوشاں رہنے والوں کو گھر میں بیٹھ کر نماز روزہ کرنے والوں پر بڑی فضیلت دی ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تو یہاں تک فرمایا ہے کہ:

لَا رَهۡبَانِیَّةَ فِی الۡاِسۡلَامِ (صحیح بخاری کتاب النکاح باب الترغیب فی النکاح)

یعنی اسلام اس بات کی ہرگز اجازت نہیں دیتا کہ کوئی شخص دنیا کو کلّی طور پر ترک کر کے اور حقوق العباد کو یک قلم بھلا کر صرف نماز روزہ کے لئے وقف ہو جائے۔

کیونکہ یہ بات انسانی فطرت اور پیدائش خلق کے بنیادی نظریہ کے خلاف ہے۔ اسلام تو انسان کی ترقی اور اسے خدائی انعامات کا حق دار بنانے کے لئے اس بات کا قائل ہے جو کسی شاعر نے بظاہر ان متضاد الفاظ میں کہی ہے کہ:

درمیانِ قعر دریا تختہ بندم کردہ ای
باز میگوئی کہ دامن تر مکن ہوشیار باش

تو پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد سے کیا مراد ہے جو آپؐ نے ان الفاظ میں فرمایا ہے کہ:

رَجُلٌ قَلۡبُہٗ، مُعَلَّقٌ فِی الۡمَسَاجِدِ اِذَا خَرَجَ مِنۡہُ، مَتٰی یَعُوۡدُ اِلَیۡہِ
(صحیح بخاری کتاب الزکوٰۃ باب الصدقہ بالیمین)

یعنی وہ شخص خدا تعالیٰ کے خاص سائے کے نیچے ہے کہ جب وہ نماز پڑھ کر مسجد سے باہر آتا ہے تو گویا اپنے دل کو مسجد میں ہی لٹکا ہوا چھوڑ آتا ہے۔ تاوقتیکہ وہ پھر دوسری نماز کے لئے مسجد میں پہنچ جائے۔

سو ہوشیار ہو کر سن لو کہ جیسا کہ خود ان الفاظ میں اشارہ پایا جاتا ہے۔ اس حکیمانہ ارشاد سے یہی مراد ہے کہ نمازوں کی ادائیگی کے بعد بے شک مسجدوں سے باہر آؤ اور دین و دنیا کے کاموں میں حصہ لو اور حقوق اللہ کی طرح حقوق العباد میں بھی بہترین نمونہ بنو مگر تمہیں خدا کی عبادت میں ایسا شوق و ذوق حاصل ہونا چاہئے کہ گویا مسجد سے باہر آنے کے بعد بھی تمہارا دل مسجد میں ہی لٹکا رہے اور تم اس انتظار میں رہو کہ کب پھر حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃ کی آواز آئے اور کب تم دوبارہ خدا کی عبادت کے لئے مسجد کی طرف لپکتے ہوئے پہنچو۔ یہ وہی حقیقت ہے جسے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان پیارے الفاظ میں بیان فرمایا ہے کہ بسا اوقات رسولِ پاک گھر میں ہمارے پاس بیٹھے ہوئے اس طرح پیار و محبت کی باتیں کرتے تھے کہ گویا آپؐ کی توجہ کا مرکز ہم ہی ہیں مگر جب اذان کی آواز آتی تھی تو آپ ہمیں چھوڑ کر اس طرح اُٹھ کھڑے ہوتے تھے کہ ''گویا آپؐ ہمیں جانتے ہی نہیں''۔ اسی حقیقت کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام بعض اوقات ان الفاظ میں بیان فرمایا کرتے تھے کہ: دست با کار و دل بایار

یعنی ہاتھ تو کام میں لگا ہوا ہے مگر دل کی تمام توجہ دوست کی طرف ہے۔

اس وقت یہ خاکسار مثال کے طور پر اپنے تین ایسے مرحوم دوستوں کا ذکر کرنا چاہتا ہے جو اس کیفیت کے حامل تھے جو اوپر بیان کی گئی ہے۔ میری مراد (1) حضرت مولوی شیر علی صاحب مرحوم اور (2) حضرت مولوی سید سرور شاہ صاحب مرحوم اور (3) حضرت ڈاکٹر سید غلام غوث صاحب مرحوم سے ہے۔ یہ تینوں بزرگ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ممتاز صحابہ میں سے تھے اور انہیں خدا کے فضل سے وہ مقام نمایاں طور پر حاصل تھا جسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے کہ:

قَلۡبُہٗ، مُعَلَّقٌ فِی الۡمَسَاجِدِ (صحیح بخاری کتاب الزکوٰۃ باب الصدقۃ بالیمین)

یعنی مبارک ہے وہ انسان جس کا دل گویا ہر وقت مسجد میں لٹکا رہتا ہے۔

یہ بزرگ (اللہ تعالیٰ ان پر ہزاروں رحمتیں نازل فرمائے) بیوی بچے بھی رکھتے تھے۔ ان کے حقوق بھی ادا کرتے تھے۔ اپنے مفوضہ کام بھی سرانجام دیتے تھے۔ دوستوں کی مجلسوں میں بھی بیٹھتے تھے۔ حسبِ ضرورت بازار سے سودا سلف بھی لاتے تھے۔ بعض اوقات معصوم تفریحوں میں بھی حصہ لیتے تھے۔ الغرض ''دست با کار'' کا ایک نہایت عمدہ نمونہ تھے۔ مگر باوجود اس کے وہ مساجد کی رونق بھی تھے اور ''دل بایار'' کی ایسی دلکش تصویر پیش کرتے تھے کہ اب تک ان کی یاد سے روح سرور حاصل کرتی ہے اور زبان سے بے اختیار دعا نکلتی ہے۔ اور ایسا کیوں نہ ہوتا جبکہ ہم سب کے آقا اور سردار حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا اپنا یہ حال تھا کہ آپ کی جوانی میں جب ایک شخص نے ہمارے دادا سے دریافت کیا کہ آپ کا ایک لڑکا تو اکثر نظر آتا ہے مگر کہتے ہیں کہ آپ کا ایک اور لڑکا بھی ہے وہ کہاں رہتا ہے؟ دادا نے فرمایا ''اس کا کیا پوچھتے ہو؟ مسجد میں دیکھو، کسی صف میں لپٹا پڑا ہو گا۔''

میں اس بات کو مانتا ہوں اور اسے پھر دہراتا ہوں کہ اسلامی تعلیم کے ماتحت انسان کی زندگی کا مجاہدانہ پہلو اس کے قاعدانہ پہلو سے بہتر بلکہ بدرجہا بہتر ہے۔ کیونکہ جہاں ایک قاعد انسان یعنی محض گھر یا مسجد میں بیٹھ کر اللہ اللہ کرنے والا شخص صرف اپنی ذات کے لئے زندگی گزارتا ہے وہاں ایک مجاہد انسان خدا کا سپاہی ہوتا ہے جو دین کی ترقی کے لئے شب و روز مصروف رہتا اور اپنی جان کی بازی لگا دیتا ہے۔ پس فرق ظاہر ہے۔ مگر جہاں میں اس بات کی اپیل کر رہا ہوں کہ ''مساجد کی رونق بنو'' وہاں میری مراد ہرگز یہ نہیں کہ جہاد کی صف کو چھوڑ کر گھر یا مسجد میں دھونی رما لو۔ بلکہ مراد یہ ہے کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم یا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرح تبلیغ کے جہاد کے علاوہ نفس کے جہاد میں بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لو۔ کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق حدیث میں یہ مذکور نہیں ہے کہ بعض اوقات آپؐ نماز میں اتنی دیر کھڑے رہتے تھے کہ آپؐ کے پاؤں سوج جاتے تھے اور اس درد و سوز کے ساتھ دعائیں کرتے تھے کہ گویا کوئی ہنڈیا اُبل رہی ہے۔ مگر باوجود اس کے دشمن کے مقابل پر بھی آپؐ کا قدم ہمیشہ صفِ اول میں ہوتا تھا۔ اور جہاں وقتی ریلے کے سامنے بڑے بڑے جری صحابہ کے پاؤں بھی اکھڑنے لگتے تھے۔ وہاں آپ ایک شیر کی طرح للکارتے ہوئے آگے بڑھتے تھے کہ:

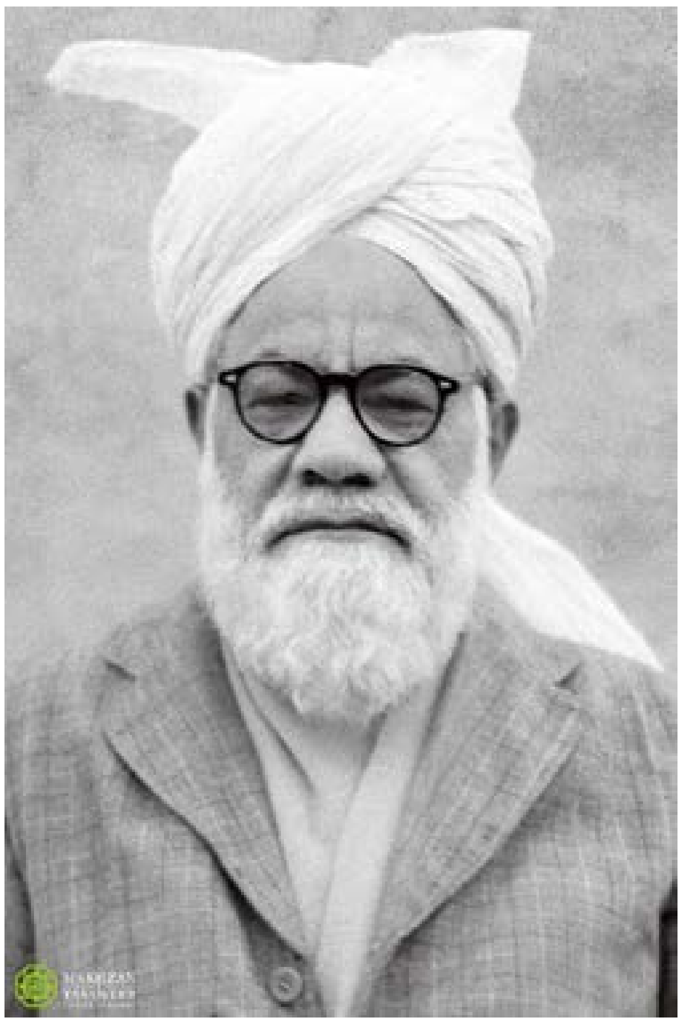

اَنَا النَّبِیُّ لَا کَذِبۡ
اَنَا ابۡنُ عَبۡدُ الۡمُطَّلِبۡ

اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی حد درجہ جمالی شان کے باوجود جہاد کی صف میں کھڑے ہو کر اسلام کے دشمنوں کو کس جلال سے پکارتے ہیں کہ:

جو خدا کا ہے اسے للکارنا اچھا نہیں
ہاتھ شیروں پر نہ ڈال اے روبہٗ زار و نزار

اور جب ریاضت اور نفس کے مجاہدہ کی طرف توجہ فرماتے ہیں تو مسلسل چھ ماہ تک روزے رکھتے چلے جاتے ہیں۔ پس جب میں کہتا ہوں کہ ''مساجد کی رونق بنو'' تو میرا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ جہاد بالقلم یا جہاد باللسان کو ترک کر کے محض نماز روزے میں لگ جاؤ بلکہ مطلب یہ ہے جہاد کے واسطے اپنے نفسوں میں سٹیم بھرنے اور تیاری کرنے اور ہر آن تازہ دم رہنے کے لئے نماز روزے کے ذریعہ طاقت حاصل کرو۔ قرآن مجید فرماتا ہے:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوا اسۡتَعِیۡنُوۡا بِالصَّبۡرِ وَالصَّلٰوۃِ (البقرۃ: 154)

یعنی اے مومنو! تم جہاد کے واسطے نماز اور روزے کے ذریعہ طاقت حاصل کیا کرو۔

اس آیت میں عربی محاورہ کے مطابق ''صبر'' کے لفظ میں ثابت قدمی اور ڈٹ کر مقابلہ کرنے کے علاوہ روزہ بھی مراد ہے۔ کیونکہ روزہ میں بھی انسان کو تکلیف کے مقابلہ پر اپنے نفس کو روک کر رکھنا پڑتا ہے۔ اور یقیناً اچھا مجاہد وہی ہے جو اس زمانہ میں قلم اور زبان اور مال کے جہاد

کے ساتھ ساتھ اپنے نفس کے ساتھ بھی جہاد جاری رکھتا ہے۔ اور رمضان کا مہینہ تو خصوصیت سے نفس کے جہاد کا مہینہ ہے۔ پس اب جبکہ رمضان کا آخری عشرہ جو رمضان کا مبارک ترین حصہ ہے شروع ہونے والا ہے۔ میں اپنے بھائیوں اور بہنوں سے اپیل کرتا ہوں کہ جہاں تک ان میں طاقت ہو اور ان کے حالات اجازت دیں وہ مساجد کی زیادہ سے زیادہ رونق بننے کی کوشش کریں۔ اس کے لئے مساجد میں ہر وقت بیٹھنے کی ضرورت نہیں (سوائے اس کے کوئی دوست اعتکاف بیٹھنے کی سعادت حاصل کریں) بلکہ جہاں تک ممکن ہو اور کوئی جائز عذر بیماری یا سفر وغیرہ کا نہ ہو مساجد میں جا کر نماز باجماعت ادا کرنے اور مسنون نفل نمازیں پڑھنے کی پوری پوری کوشش ہونی چاہیئے۔ اور اس عبادت کو ایسے ذوق وشوق سے ادا کیا جائے کہ بقول سرورِ کائنات نماز پڑھنے والے کا دل ''مسجد میں لٹکا ہوا'' نظر آئے۔ یعنی جب وہ ایک نماز سے فارغ ہو تو اس کے دل و دماغ کی کیفیت یہ ہو کہ گویا اس کے کان دوسری اذان کی طرف لگے ہوئے ہیں۔ بالفاظِ دیگر جب وہ مسجد سے باہر آئے تو ایسا ہو کہ گویا وہ اپنا دل مسجد میں ہی چھوڑ آیا ہے۔ یہ وہی حقیقت ہے جسے حضرت مسیح موعود علیہ السلام ''دست با کار و دل بایار'' کے لطیف الفاظ میں بیان فرمایا کرتے تھے۔

دوستوں کو یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ رمضان کا آخری عشرہ روحانیت کے زبردست انتشار کی وجہ سے دعاؤں کی قبولیت کا خاص زمانہ ہے اور اسی عشرہ میں وہ رات بھی آتی ہے جسے قرآن مجید میں لیلۃ القدر کے نام سے یاد کیا گیا ہے۔ جس میں ایک طرف خدا تعالیٰ کے افضال و رحمت کی وسعت اور دوسری طرف مخلص بندوں کی دعاؤں کی قدر وقیمت بے انتہا بڑھ جاتی ہے۔ وَفِیۡ ذٰلِکَ فَلۡیَتَنَافَسِ الۡمُتَنَافِسُوۡنَ (المطفّفین:27) دعاؤں کے فلسفہ کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کیا خوب فرماتے ہیں کہ:

دعا میں اللہ تعالیٰ نے بڑی قوتیں رکھی ہیں۔ خدا نے مجھے بار بار بذریعہ الہام یہی فرمایا ہے کہ جو کچھ ہوگا دعا ہی کے ذریعہ ہوگا۔ ہمارا ہتھیار تو دعا ہی ہے اس کے سوا کوئی ہتھیار میرے پاس نہیں۔ جو کچھ ہم پوشیدہ مانگتے ہیں خدا اس کو ظاہر کر کے دکھا دیتا ہے۔ مگر اکثر لوگ دعا کی اصل فلاسفی سے ناواقف ہیں اور نہیں جانتے کہ دعا کے ٹھیک ٹھکانے پر پہنچنے کے واسطے کس قدر توجہ اور محنت درکار ہے۔ دراصل دعا کرنا ایک قسم کا موت اختیار کرنا ہے۔

کاش ہمیں یہ موت میسر آجائے۔

وَاٰخِرُ دَعۡوٰنَا اَنِ الۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعَالَمِیۡنَ

(محررہ 25مارچ 1959ء)

(روزنامہ الفضل ربوہ 31 مارچ 1959ء)

رپورٹ: اعجاز احمد ریجنل مربی سلسلہ بانفورا

# جماعت احمدیہ بانفورا برکینا فاسو میں عطیہ خون کا پروگرام

جماعت احمدیہ عالمگیر کو اللہ تعالیٰ کے فضل سے خدمت انسانیت کے میدان میں غیر معمولی خدمت کی توفیق عطا ہو رہی ہے اور اس خدمت میں ذیلی تنظیمیں بھی مسابقت کی روح کے ساتھ سرگرم عمل ہیں۔ برکینا فاسو میں جماعت احمدیہ کے زیر انتظام ہسپتال اور درجنوں ہومیو پیتھک ڈسپنسریوں اور آنکھوں کے فری آپریشنز کے ذریعہ ان گنت لوگوں کے لیے صحت جیسی انمول نعمت کا حصول ممکن بنایا جا رہا ہے۔

خدمتِ خلق کا ایک ذریعہ خون کا عطیہ دینا ہے جس سے زندگیوں کو موت کے منہ میں جانے سے بچایا جاتا ہے۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے وقتاً فوقتاً برکینا فاسو کے مختلف ریجنز کے خدام کی طرف سے حکومت کے ہسپتالوں کو سینکڑوں یونٹ خون کا عطیہ دیا جاتا ہے۔ حسب ضرورت مقامی حکومت یا محکمہ صحت جماعت سے رابطہ کر کے عطیہ خون کی درخواست کرتا ہے۔ انہیں بھی معلوم ہے کہ جماعت احمدیہ کے افراد ہمیشہ خدمت خلق کے کاموں میں پیش پیش رہتے بلکہ ایسے مواقع کو غنیمت جانتے ہیں۔

برکینا فاسو کا ایک ریجن بانفورا ہے۔ امسال جولائی کے مہینہ میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہاں کے 18 خدام نے بانفورا شہر کے گورنمنٹ ہسپتال کو خون کے عطیات دیے تھے۔ لیکن ایک فوری ضرورت کے تحت مورخہ ستمبر 2020ء کو اسی گورنمنٹ ہسپتال کی طرف سے عطیہ خون کے لئے درخواست آئی۔ چنانچہ مجلس خدام الاحمدیہ بانفورا نے فوری طور پر لبیک کہتے ہوئے عطیات خون کا انتظام کیا۔

مورخہ 25 ستمبر 2020ء کو نمازِ جمعہ کے بعد بانفورا کے ریجنل قائد مکرم Tenderbego seydou صاحب نے خدام کو عطیہ خون دینے کے حوالہ سے توجہ دلائی۔ اگلے روز 26 ستمبر کو 36 خدام عطیہ خون دینے کے لئے ہسپتال پہنچ گئے۔ ان میں جامعۃ المبشرین برکینا فاسو کے 9 خدام بھی شامل تھے جو ان دنوں وقف عارضی کے سلسلہ میں ریجن میں موجود تھے۔

ہسپتال کی انتظامیہ نے احمدی خدام کے اس فوری رد عمل اور جذبہ قربانی کو بہت سراہا اور اس پر بے حد خوشی اور تشکر کا اظہار کیا۔ اللہ تعالیٰ ان خدام کی اس نیکی کو قبول فرمائے اور اس کی جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین۔

## آج کی دعا

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ الَّذِیۡ کَسَانِیۡ مَا اُوَارِیۡ بِہٖ عَوۡرَتِیۡ وَاَتَجَمَّلُ بِہٖ فِیۡ حَیَاتِیۡ وَرَزَقَنِیۡہِ مِنۡ غَیۡرِ حَوۡلٍ مِّنِّیۡ وَلَا قُوَّۃٍ

(ابو داؤد کتاب اللباس)

ترجمہ: تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جس نے مجھے وہ لباس پہنایا، جس سے میں اپنی ستر پوشی کروں اور اپنی زندگی میں اس سے زینت اور خوبصورتی حاصل کروں۔ اور اس خدا نے مجھے یہ میری کسی قوت اور طاقت کے بغیر عطا فرمایا۔

یہ پیارے رسول حضرت محمد ﷺ کی نیا کپڑا پہننے کی دعا ہے۔

حضرت عمرؓ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

''جو شخص نیا لباس پہنتے وقت پرانا کپڑا صدقہ کرے اور یہ دعا پڑھے تو زندگی اور موت دونوں صورتوں میں اللہ تعالیٰ اس کو اپنی حفظ و امان میں لے لیتا ہے، اور اس کی پردہ پوشی کرتا ہے اور اس کے گناہ کو معاف کر دیتا ہے۔''

آپ ﷺ کے اخلاق و عادات میں بہت سادگی تھی۔ آپ ﷺ سادہ لباس پہنتے تھے اور حسبِ ضرورت اس میں پیوند وغیرہ لگا کر بھی پہن لیتے تھے۔ نیا کپڑا پہننے پر دو رکعت نماز ادا کرتے تھے اور پرانا کپڑا کسی ضرورت مند کو دے دیتے تھے۔ سفید کپڑے کو پسند فرماتے تھے۔ جمعہ کے روز کلاہ کے اوپر پگڑی پہنتے تھے۔ جمعہ کے دن، عیدوں کے موقعہ پر اور وفود کی آمد پر عمدہ کپڑے اور خاص طور پر ایک سرخ قباء پہنتے تھے۔

(ترمذی)

حضرت انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں کہ نبئ کریم ﷺ اون کے موٹے کپڑے پہنتے تھے۔ چمڑے کے سادہ جوتے استعمال کرتے تھے۔ لمبی آستین والا کرتا آپ ﷺ پسند فرماتے تھے۔

(ابنِ ماجہ)

(مرسلہ: قدسیہ محمود سردار)

مرسلہ: جاوید اقبال ناصر مربی سلسلہ جرمنی

# ’’جب جوش اور غصہ آتا ہے تو عقل قائم نہیں رہ سکتی‘‘
# ’’غضب نصف جنون ہے جب یہ زیادہ بھڑکتا ہے تو پورا جنون ہوسکتا ہے‘‘

(حضرت مسیح موعودؑ)

حضرت مسیح موعودعلیہ السلام کے فرمائے ہوئے مندرجہ بالا الفاظ ہمیں یہ سبق سیکھاتے ہیں کہ جب کوئی انسان جوش اور غصّہ میں ہوتا ہے تو اُس کی عقل کام چھوڑ دیتی ہے اور اس کا غصہ ایک جنونی کیفیت اختیار کر جاتا ہے۔ اور اُس سے ایسے افعال سرزد ہونے کا خطرہ بڑھ جاتا ہے جوکہ غیر اخلاقی اور غیر انسانی ہوں۔ اُس وقت رحم و شفقت جاتا رہتا ہے اور انتقام اور جوش کی آگ بھڑک اُٹھتی ہے۔ لیکن ہمارا پیارا خدا ہم سے یہ توقع رکھتا ہے کہ ہم نے غصّہ کو دبانا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ ایمان لانے والوں کے بارے میں فرماتا ہے: وَالۡکَاظِمِیۡنَ الۡغَیۡظَ وَالۡعَافِیۡنَ عَنِ النَّاسِ (آل عمران: 135) کہ وہ غصّہ دبا جانے والے ہیں اور لوگوں سے درگزر کرنے والے ہیں۔ اسی طرح ہمارے پیارے رسول خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نرمی کرنے والا ہے۔ نرمی کو پسند کرتا ہے۔ نرمی کا جتنا اجر دیتا ہے اُتنا سخت گیری کا نہیں دیتا بلکہ کسی اور نیکی کا بھی اتنا اجر نہیں دیتا۔ (صحیح مسلم کتاب البر والصلۃ والآداب باب فضل الرفق حدیث نمبر 6601) ایک اور مقام پر آپؐ نے نصیحت کرتے ہوئے بیان فرمایا: کسی چیز میں جتنا بھی رِفق اور نرمی ہو اُتنا ہی یہ اُس کے لئے زینت کا موجب بن جاتا ہے۔ اُس میں خوبصورتی پیدا ہوتی ہے اور جس سے رفق اور نرمی چھین لی جائے وہ اتنی ہی بدنما ہو جاتی ہے۔ سختی جو ہے وہ (عمل کو بھی) بدنما کر دیتی ہے۔ (صحیح مسلم کتاب البر والصلۃ والآداب باب فضل الرفق حدیث نمبر 6602)

اس مضمون کو قرآن کریم واحادیث میں کئی پہلوؤں سے بیان کیا گیا ہے۔ اسی طرح اِس زمانے کے امامِ صادق حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے خلفاء کرام نے بھی اس عنوان پر مختلف مواقع پر سِیر حاصل روشنی ڈالی جو کہ رہتی دُنیا تک نافعُ الناس اور افادیت ومنفعت کا بہتا ہوا سمندر ہے۔ معدودے چندان سطور میں پیش ہیں:

## غضب نصف جنون ہے جب یہ زیادہ بھڑکتا ہے تو پورا جنون ہوسکتا ہے

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

’’یاد رکھو جو شخص سختی کرتا ہے اور غضب میں آجاتا ہے اس کی زبان سے معارف اور حکمت کی باتیں ہرگز نہیں نکل سکتیں۔ وہ دل حکمت کی باتوں سے محروم کیا جاتا ہے جو اپنے مقابل کے سامنے جلدی طیش میں آکر آپے سے باہر ہو جاتا ہے۔ گندہ دہن اور بے لگام کے ہونٹ لطائف کے چشمے سے بے نصیب اور محروم کئے جاتے ہیں۔ غضب اور حکمت دونوں جمع نہیں ہو سکتے۔ جو مغلوب الغضب ہوتا ہے۔ اس کی عقل موٹی اور فہم کند ہوتا ہے۔ اس کو کبھی کسی میدان میں غلبہ اور نصرت نہیں دیئے جاتے۔ غضب نصف جنون ہے جب یہ زیادہ بھڑکتا ہے تو پورا جنون ہوسکتا ہے۔‘‘ (ملفوظات جلد پنجم صفحہ 126-127۔ ایڈیشن 1984ء)

## حضرت حسنؓ کا اپنے غلام پر غصّہ آنا اور پھر اُس کو معاف کر دینے کا واقعہ

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہُ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز وَالۡکَاظِمِیۡنَ الۡغَیۡظَ وَالۡعَافِیۡنَ عَنِ النَّاسِ کی تفسیر بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

’’یہ بات کوئی معمولی بات نہیں ہے کہ ہر قسم کے غصہ اور بدلے کے جذبات کو دل سے نکال دیا جائے۔ یہ بہت بڑی بات ہے۔ جب غصہ بھی نہ آئے اور بدلہ لینے کے جذبات بھی دل سے نکل جائیں اور نہ صرف یہ کہ غصہ کے جذبات کو نکال دیا جائے بلکہ غلطی کرنے والے پر کچھ احسان بھی کر دیا جائے۔ یہ بہت بڑی بات ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ مومن میں یہ باتیں پیدا ہوں۔ روایات میں حضرت حسنؓ کا ایک واقعہ آتا ہے کہ آپ کے ایک غلام نے کوئی غلطی کی۔ اس پر آپ کو اس پر بڑا غصہ آیا اور سزا دینا ہی چاہتے تھے کہ اس پر اس غلام نے آیت کا یہ حصہ پڑھا کہ وَالۡکَاظِمِیۡنَ الۡغَیۡظَ۔ اور وہ جو غصہ دباتے ہیں۔ اس پر حضرت حسن نے سزا دینے کے لئے جو ہاتھ اٹھایا تھا اسے نیچے گرا لیا یا ہاتھ ہی نہیں اٹھایا۔ اس پر غلام کو اور جرأت پیدا ہوئی تو اس نے کہا: وَالۡعَافِیۡنَ۔ یعنی ایسے لوگ لوگوں کو معاف کرنے والے بھی ہوتے ہیں۔ اس پر حضرت حسن نے اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق کہا کہ جاؤ مَیں نے تمہیں معاف کیا۔ اس بات پر غلام کو مزید جرأت پیدا ہوئی تو اس نے کہا کہ وَاللّٰہُ یُحِبُّ الۡمُحۡسِنِیۡنَ۔ کہ اللہ تعالیٰ احسان کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔ اس پر انہوں نے اس غلام کو کہا کہ جاؤ مَیں نے تمہیں آزاد کیا۔ جہاں جانا چاہتے ہو چلے جاؤ۔ (ماخوذ از ملفوظات جلد اول صفحہ 179-180۔ ایڈیشن 1984ء) (خطبہ جمعہ بیان فرمودہ 23 ستمبر 2016ء۔ مطبوعہ الفضل انٹرنیشنل 14تا20اکتوبر 2016ء صفحہ 6)

## جب جوش اور غصہ آتا ہے تو عقل قائم نہیں رہ سکتی

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’یاد رکھو کہ عقل اور جوش میں خطرناک دشمنی ہے۔ جب جوش اور غصہ آتا ہے تو عقل قائم نہیں رہ سکتی۔ لیکن جو صبر کرتا ہے اور بردباری کا نمونہ دکھاتا ہے اس کو ایک نور دیا جاتا ہے جس سے اس کی عقل وفکر کی قوتوں میں ایک نئی روشنی پیدا ہو جاتی ہے اور پھر نور سے نور پیدا ہوتا ہے۔ غصہ اور جوش کی حالت میں چونکہ دل و دماغ تاریک ہوتے ہیں اس لئے پھر تاریکی سے تاریکی پیدا ہوتی ہے۔‘‘ (ملفوظات جلد سوم صفحہ 180۔ ایڈیشن 1984ء)

## بے جا غصہ اور غضب وغیرہ بالکل نہ ہو

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

’’اس جماعت کو تیار کرنے سے غرض یہی ہے کہ زبان، کان، آنکھ اور ہر ایک عضو میں تقویٰ سرایت کر جاوے۔ تقویٰ کا نور اس کے اندر اور باہر ہو۔ اخلاق حسنہ کا اعلیٰ نمونہ ہو۔ اور بے جا غصہ اور غضب وغیرہ بالکل نہ ہو۔ میں نے دیکھا ہے کہ جماعت کے اکثر لوگوں میں غصّہ کا نقص اب تک موجود ہے تھوڑی تھوڑی سی بات پر کینہ اور بغض پیدا ہو جاتا ہے اور آپس میں لڑ جھگڑ پڑتے ہیں۔ ایسے لوگوں کا جماعت سے کچھ حصہ نہیں ہوتا۔ اور میں نہیں سمجھ سکتا کہ اس میں کیا دقت پیش آتی ہے کہ اگر کوئی گالی دے تو دوسرا چپ کر رہے اور اس کا جواب نہ دے۔ ہر ایک جماعت کی اصلاح اوّل اخلاق سے شروع ہوا کرتی ہے۔ چاہئے کہ ابتدا میں صبر سے تربیت میں ترقی کرے اور سب سے عمدہ ترکیب یہ ہے کہ اگر کوئی بدگوئی کرے تو اس کے لئے دردِ دل سے دعا کرے۔ کہ اللہ تعالیٰ اس کی اصلاح کر دیوے۔ اور دل میں کینہ کو ہرگز نہ بڑھاوے۔۔۔ خدا تعالیٰ ہرگز پسند نہیں کرتا کہ حلم اور صبر اور عفو جو کہ عمدہ صفات ہیں ان کی جگہ درندگی ہو۔ اگر تم ان صفات حسنہ میں ترقی کرو گے تو بہت جلد خدا تک پہنچ جاؤ گے۔‘‘ (ملفوظات جلد 7 صفحہ 127- 128۔ ایڈیشن 1984ء)

## ایک خادم کو غصّہ آنا اور حضور اقدس کا اُس کو پیار سے سمجھانے کا ایک منفرد انداز

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہُ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز جلسہ کے کارکنان کو مخاطب ہو کر فرماتے ہیں:

’’جیسا کہ مَیں پہلے بھی بتا آیا ہوں کہ یہاں مختلف ملکوں اور معاشروں اور مزاجوں کے کارکنان ہیں لیکن آپ سب نے آپس میں ایک ہو کر کام کرنا ہے۔ آپس میں پیار محبت اور قربانی کے اعلیٰ نمونے دکھانے ہیں۔ بعض دفعہ بعض نوجوان جو زیادہ جوشیلی طبیعت کے مالک ہوتے ہیں ذرا سی بات پر جوش میں آجاتے ہیں اور جھگڑ کر نہ صرف فضا کو مکدر کر رہے ہوتے ہیں بلکہ ساتھ ہی دوسروں پر، غیروں پر، دیکھنے والوں پر بھی جماعت کا اچھا اثر قائم نہیں کر رہے ہوتے۔ اس لئے ہمیشہ یاد رکھیں کہ جہاں بھی آپ خدمت کر رہے ہیں وہاں بعض عملہ یا کام کرنے والے غیر از جماعت یا غیر مسلم بھی ہوتے ہیں مثلاً لنگر خانوں وغیرہ میں آپ مزدوروں کو کسی قسم کی غلط حرکت کر کے غلط تاثر دے رہے ہوں گے۔ پس اس سے بھی بچیں۔ کچھ عرصے کی بات ہے مجھے ایک نوجوان نے لکھا کہ 1991ء میں آپ کی یہاں ڈیوٹی تھی، یعنی میری یہاں ڈیوٹی تھی۔ اُس وقت مَیں نے لنگر خانہ نمبر1 میں بطور نائب ناظم کے لنگر میں ڈیوٹی دی تھی۔ اس لڑکے کی بھی یہاں ڈیوٹی تھی یہیں قادیان انڈیا کے رہنے والے تھے۔ اس لڑکے نے کہا کہ اسے غصہ آ گیا اور وہ کہتا ہے کہ مَیں نے ایسے الفاظ کہے جس سے پاکستانی معاونین اور کام کرنے والے، ڈیوٹی دینے والے جو آئے ہوئے تھے، ان کے خلاف غصے کا اظہار ہوتا تھا۔ تو مجھے اس نوجوان نے لکھا کہ اس وقت مَیں بالکل نوجوانی کی عمر میں تھا۔ اس لئے غصہ بھی زیادہ آتا تھا تو آپ نے مجھے دیکھا اور اس بات پر کچھ نہیں کہا اور مسکرا دیئے۔ اور میرے دوبارہ یا تیسری مرتبہ کہنے پر میرے کندھے پر ہاتھ رکھا اور پیار سے سمجھایا کہ ہم کس طرح ڈیوٹی دیں گے؟ ہم کون ہیں؟ اس نوجوان پر اثر ہوا ہوگا تو اس نے یہ بات آج تک یاد رکھی ہے ورنہ اس وقت میں

نائب ناظم کی حیثیت سے اس کی سرزنش کرتا یا شکایت کرتا یا پاکستانی جو دوسرے معاونین تھے ان کے غصے کو بھڑکنے دیتا تو صرف نفرتیں بڑھتیں اور کچھ بھی نہ ہوتا۔ تو یہ بات اس نے بارہ تیرہ سال یاد رکھی ہے اور اب مجھے لکھی ہے۔‘‘(خطبہ جمعہ فرمودہ 23؍ دسمبر 2005ء۔ مطبوعہ الفضل انٹرنیشنل 13تا19جنوری 2006ء صفحہ 6۔7)

## حضرت نبی کریم ﷺ کا اپنی بیٹی پر حملہ کرنے والے کو معاف کرنے کا واقعہ

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ایک خطبہ جمعہ میں آنحضرت ﷺ کی شفقت و محبت کا واقعہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

’’روایات میں ایک واقعہ آتا ہے کہ ایک شخص ھبار بن اسود نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی حضرت زینبؓ پر مکہ سے مدینہ ہجرت کرتے وقت نیزے سے قاتلانہ حملہ کیا۔ آپ اس وقت حاملہ تھیں۔ حملہ کی وجہ سے آپ کا حمل بھی ضائع ہوگیا۔ زخمی بھی ہوئیں، چوٹ لگی اور اس چوٹ کی وجہ سے آپ کی وفات بھی ہوگئی۔ اس جرم کی وجہ سے ھبار کے لئے قتل کی سزا کا فیصلہ ہوا۔ فتح مکہ کے موقع پر یہ شخص بھاگ کر کہیں چلا گیا مگر بعد میں جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ واپس تشریف لائے تو ھبار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ رحم کی بھیک مانگتا ہوں۔ پہلے میں آپ سے ڈر کر فرار ہوگیا تھا لیکن مجھے آپ کا عفو اور رحم واپس لے آیا ہے۔ اے خدا کے نبی! ہم جاہل تھے، مشرک تھے، خدا نے ہمیں آپ کے ذریعہ ہدایت دی اور ہلاکت سے بچایا۔ مَیں اپنی زیادتیوں کا اعتراف کرتا ہوں۔ پس میری جہالت سے صَرف نظر فرماتے ہوئے مجھے معاف فرمائیں۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی صاحبزادی کے اس قاتل کو معاف فرمادیا اور فرمایا کہ جا اے ھبار! میں نے تجھے معاف کیا اور پھر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا یہ احسان ہے کہ اس نے تمہیں اسلام قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔ پس جب آپ نے دیکھا کہ اصلاح ہوگئی ہے تو اپنی بیٹی کے قاتل کو بھی معاف فرمادیا۔‘‘ (تاریخ الخمیس جلد دوم باب ذکر الرجال الاحد عشر الذین اھدر دمھم یوم فتح مکۃ صفحہ 93 مطبوعہ موسسۃ شعبان بیروت) (خطبہ جمعہ بیان فرمودہ 23 ستمبر 2016ء۔ مطبوعہ الفضل انٹرنیشنل 14تا20 اکتوبر 2016ء صفحہ 7)

## کسی شخص کو جو دفتر میں بار بار بھی آتا ہے۔۔۔ اُس سے تنگ نہیں آنا چاہیے

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

’’اس ضمن میں عہدیداروں کو خاص طور پر توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ یہ نیک جذبات اور رحم کا جذبہ ہر عہدیدار میں، خاص طور پر جماعتی عہدیدار میں ہونا چاہیے۔ ویسے تو یہ ہر احمدی کا خاصہ ہونا چاہیے لیکن عہدیدار جو جماعتی خدمات سرانجام دے رہے ہیں اُن کو خاص طور پر کسی سائل کو یا کسی شخص کو جو دفتر میں بار بار بھی آتا ہے، رابطہ کرتا ہے، اُس سے تنگ نہیں آنا چاہیے اور کھلے دل سے ہمیشہ استقبال کرنا چاہیے۔ ہمیشہ یاد رکھنا چاہیے کہ جماعت کے کسی بھی کارکن کو کسی بھی صورت میں جو اعلیٰ اخلاق ہیں اُن سے دُور نہیں ہٹنا چاہیے یا کہیں ایسی صورت پیدا نہیں ہونی چاہیے جہاں ہلکا سا بھی شائبہ ہو کہ اعلیٰ اخلاق کا اظہار نہیں ہوا۔ بلکہ کوشش ہو کہ جتنی زیادہ سہولت میسر ہوسکتی ہے، زیادہ سے زیادہ نرمی سے جتنی بات ہوسکتی ہے، وہ کرنے کی کوشش کریں۔‘‘(خطبہ جمعہ بیان فرمودہ یکم مارچ 2013ء۔ مطبوعہ الفضل انٹرنیشنل 22 تا 28مارچ 2013ء صفحہ 7تا8)

## آنحضرتؐ کا عفو معراج پر پہنچا ہوا عفو تھا

’’کعب بن زہیر ایک مشہور شاعر تھا بعض باتوں کی وجہ سے اس کے لئے بھی سزا کا حکم ہوچکا تھا۔ فتح مکہ کے بعد ان کے بھائی نے اسے لکھا کہ اب آکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے معافی مانگ لو۔ چنانچہ وہ مدینہ آکر اپنے ایک جاننے والے کے پاس ٹھہر گئے اور فجر کی نماز مسجد نبوی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے ادا کی۔ نماز کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ یا رسول اللہ! کعب بن زہیر تائب ہوکر آیا ہے اور معافی کا خواستگار ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسے شکل سے پہچانتے نہیں تھے۔ اس لئے اس نے کہا کہ اگر اجازت ہو تو اسے پیش کیا جائے۔ آپ نے فرمایا کہ ہاں آجائے سامنے۔ اس پر اس نے کہا کہ یا رسول اللہ! میں ہی کعب بن زہیر ہوں۔ اس پر ایک انصاری اسے قتل کرنے کے لئے اٹھے کیونکہ اس کے متعلق حدّ لگنے کی وجہ سے قتل کا فیصلہ ہوچکا تھا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ معافی کا خواستگار ہوکر آیا ہے اسے چھوڑ دو۔ اس کے بعد اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک قصیدہ پیش کیا جس پر آپ نے خوشنودی کا اظہار فرماتے ہوئے اپنی چادر بھی اسے اوڑھادی۔ (تاریخ الخمیس جلد دوم باب اسلام کعب بن زہیر صفحہ 121 مطبوعہ موسسۃ شعبان بیروت) پس یہ تھا آپ کی معافی کا معیار کہ نہ صرف معاف فرماتے تھے بلکہ انعام دے کر، دعائیں دے کر رخصت فرماتے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عفو کی بے شمار مثالیں ہیں۔ ایسے معراج پر پہنچا ہوا عفو ہے کہ انسان حیران رہ جاتا ہے۔‘‘(خطبہ جمعہ 23؍ ستمبر 2016ء۔ مطبوعہ الفضل انٹرنیشنل 14تا20 اکتوبر 2016ء صفحہ 7)

## خدا تعالیٰ ہرگز پسند نہیں کرتا کہ حلم اور صبر اور عفو جو کہ عمدہ صفات ہیں ان کی جگہ درندگی ہو

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

’’خدا تعالیٰ ہرگز پسند نہیں کرتا کہ حلم اور صبر اور عفو جو کہ عمدہ صفات ہیں ان کی جگہ درندگی ہو۔ اگر تم ان صفات حسنہ میں ترقی کروگے تو بہت جلد خدا تک پہنچ جاؤ گے۔ لیکن افسوس ہے کہ جماعت کا ایک حصہ ابھی تک ان اخلاق میں کمزور ہے ان باتوں سے صرف شماتت اعداء ہی نہیں ہے بلکہ ایسے لوگ خود ہی قریب کے مقام سے گرائے جاتے ہیں۔ یہ سچ ہے کہ سب انسان ایک مزاج کے نہیں ہوتے اسی لئے قرآن شریف میں آیا ہے کُلٌّ یَّعۡمَلُ عَلٰی شَاکِلَتِہٖ (بنی اسرائیل:۸۵)۔ بعض آدمی کسی قسم کے اخلاق میں اگر عمدہ ہیں تو دوسری قسم میں کمزور، اگر ایک خلق کا رنگ اچھا ہے تو دوسرے کا برا، لیکن تاہم اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ اصلاح ناممکن ہے۔‘‘(ملفوظات جلد 4 صفحہ 100 جدید ایڈیشن 2010ء مطبوعہ انڈیا)

## حضرت ابوبکر صدیقؓ کے جواب دینے پر آنحضرت ﷺ کا محفل سے اُٹھ کر چلے جانے کا واقعہ

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا بیان فرمودہ ایک واقعہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

’’ایک اور روایت حضرت ابوبکرؓ کے بارے میں ہے۔ حضرت ابوبکرؓ سے زیادہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی دوست، ساتھی اور رفیق نہیں تھا۔ ہجرت کے دوران بھی حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپؐ کا ساتھ دیا اور آپؐ کے ساتھ رہے اور قربانیاں کیں۔ آنحضرت ﷺ آپؓ کو بہت قدر کی نگاہ سے دیکھا کرتے تھے، ایمان بھی لائے تو بغیر کسی دلیل کے، تو ان سب باتوں کے باوجود کہ آپ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت تعلق اور پیار تھا، اور آپؐ خلق عظیم پر قائم تھے اس لئے اپنے قریبیوں سے بھی اعلیٰ اخلاق کی توقع کرتے تھے۔ ایک حدیث میں آتا ہے حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں ایک آدمی نے حضرت ابوبکرؓ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں برا بھلا کہنا شروع کیا حضورؐ اس کی باتیں سن کر تعجب کے ساتھ مسکرا رہے تھے، جب اس شخص نے بہت کچھ کہہ لیا تو حضرت ابوبکرؓ نے اس کی ایک آدھ بات کا جواب دیا۔ اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو غصہ آیا اور آپ مجلس سے تشریف لے گئے۔ حضرت ابوبکرؓ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ملے، عرض کیا اے اللہ کے رسول! وہ آپ کی موجودگی میں مجھے برا بھلا کہہ رہا تھا اور آپ بیٹھے مسکرا رہے تھے لیکن جب میں نے جواب دیا تو آپ غصے ہوگئے اس پر آپ نے فرمایا وہ گالی دے رہا تھا تم خاموش تھے تو خدا کا ایک فرشتہ تمہاری طرف سے جواب دے رہا تھا لیکن جب تم نے اس کو الٹ کر جواب دیا تو فرشتہ چلا گیا اور شیطان آ گیا۔ (مسند احمد بن حنبل جلد ۳ صفحہ ۱۷۷) اور جب شیطان آگیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وہاں بیٹھنے کا کوئی مطلب نہیں تھا۔ یہ ہیں وہ معیار جو آپؐ نے اپنے صحابہؓ میں پیدا کئے اور پیدا کرنے کی کوشش کی اور یہی ہیں وہ معیار جن کو حاصل کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے ہمیں آخرین میں شامل ہونے کی توفیق عطا فرمائی۔‘‘(خطبہ جمعہ بیان فرمودہ 20؍فروری 2004ء۔ الفضل انٹرنیشنل 5 تا 11مارچ 2004ء صفحہ 4)

## یہ محتاج ہے۔۔۔ اس کو کچھ کہو نہ اور خدا تعالیٰ کی ستاری کا شیوہ اختیار کرو

’’حضرت مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹیؓ فرماتے ہیں کہ ایک عورت نے حضرت مسیح موعود کے گھر سے کچھ چاول چرائے، چور کا دل نہیں ہوتا اس لئے اس کے اعضاء میں غیر معمولی قسم کی بیتابی اور اس کا ادھر ادھر دیکھنا بھی خاص وضع کا ہوتا ہے۔ یعنی وہ چوری کر لے تو اس کے ایکشنز (Actions) اور طرح کے ہو جاتے ہیں۔ کسی دوسرے تیز نظر نے تاڑ لیا اور پکڑ لیا۔ وہ وہاں موجود تھا۔ اس کی تیز نظر تھی اس کو شک ہوا کہ ضرور کوئی گڑبڑ ہے اور شور پڑ گیا۔ اس کی بغل میں سے کوئی پندرہ سیر کے قریب چاولوں کی گٹھڑی نکلی اور اس کو ملامت اور پھٹکار شروع ہوگئی۔ حضرت مسیح موعود بھی کسی وجہ سے ادھر تشریف لائے اور پوچھا کہ کیا واقعہ ہے تو لوگوں نے یہ بتایا تو فرمایا کہ یہ محتاج ہے کچھ تھوڑے سے اسے دے دو اور فضیحت نہ کرو یعنی بلاوجہ اس کو کچھ کہو نہ۔ اور خدا تعالیٰ کی ستاری کا شیوہ اختیار کرو۔‘‘(سیرت حضرت مسیح موعودؑ از حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانیؓ جلد اول صفحہ ۱۰۵، ۱۰۶) (خطبہ جمعہ بیان فرمودہ 20؍ فروری 2004ء۔ مطبوعہ الفضل انٹرنیشنل 5تا 11مارچ 2004ء صفحہ 6)

## مسودات کا جل جانا لیکن حضرت مسیح موعودؑ کا خدا کا شکر ادا کرنے کا فرمانا

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

’’خان اکبر صاحب ہی بیان کرتے ہیں کہ جب ہم وطن چھوڑ کر قادیان آگئے تو ہم کو حضرت اقدسؑ نے اپنے مکان میں ٹھہرایا۔ حضورؑ کا قاعدہ یہ تھا کہ رات کو عموماً موم بتی جلا لیا کرتے تھے۔ اور بہت سی موم بتیاں اکٹھی روشن کر دیا کرتے تھے۔ کہتے ہیں کہ جن دنوں میں میں آیا میری لڑکی بہت چھوٹی تھی ایک دفعہ حضرت اقدسؑ کے کمرے میں بتی جلا کر رکھ آئی، اتفاق ایسا ہوا کہ وہ بتی گر پڑی۔ اور حضورؑ کی کتابوں کے بہت سارے مسودات اور چند اور چیزیں جل گئیں اور نقصان ہوگیا۔ تھوڑی دیر کے بعد معلوم ہوا کہ یہ تو سارا نقصان ہوگیا ہے۔ سب کو بہت سخت پریشانی اور گھبراہٹ شروع ہوگئی یہ کہتے ہیں کہ میری بیوی اور لڑکی بھی بہت پریشان تھی کہ حضورؑ اپنی کتابوں کے مسودات بڑی احتیاط سے رکھا کرتے تھے وہ سارے جل گئے ہیں لیکن جب حضورؑ کو اس بات کا علم ہوا تو کچھ نہیں فرمایا سوائے اس کے کہ خدا تعالیٰ کا بہت شکر ادا کرنا چاہئے کہ کوئی اس سے زیادہ نقصان نہیں ہوا‘‘ (سیرت حضرت مسیح موعودؑ از حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی جلد اول صفحہ ۱۰۳) (خطبہ جمعہ بیان فرمودہ 20؍ فروری 2004ء۔ مطبوعہ الفضل انٹرنیشنل 5 تا 11 مارچ 2004 صفحہ 6)

## مومن وہی ہیں جو غصہ کو کھا جاتے ہیں

’’پھر دیکھیں آپ کے مخالف اور معاند مولوی محمد حسین بٹالوی ہماری جماعت میں ان کو جانتے ہیں وہ جوانی میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دوست اور ہم مکتب تھے یعنی اکٹھے پڑھا کرتے تھے اور حضورؑ کی پہلی تصنیف ’’براہین احمدیہ‘‘ پر انہوں نے بڑا شاندار ریویو بھی لکھا تھا اور یہاں تک لکھا تھا کہ گزشتہ تیرہ سو سال میں اسلام کی تائید میں کوئی کتاب اس شان کی نہیں لکھی گئی۔ مگر مسیح موعود کے دعویٰ پر یہی مولوی صاحب مخالف ہو گئے اور مخالف بھی ایسے کہ انتہا کو پہنچ گئے اور حضرت مسیح موعودؑ پر کفر کا فتویٰ لگایا اور دجال وغیرہ کہا (نعوذ باللہ) اس طرح سارے ملک میں مخالفت کی آگ بھڑکائی۔ ڈاکٹر مارٹن کلارک کے اقدام قتل والے مقدمے میں بھی مولوی محمد حسین بٹالوی صاحب عیسائیوں کی طرف سے گواہ کے طور پر پیش ہوئے۔ اس وقت حضرت مسیح موعود کے وکیل مولوی فضل دین صاحب جو ایک غیر احمدی بزرگ تھے، مولوی محمد حسین کی شہادت کو کمزور کرنے کے لئے ان کے حسب و نسب کے بارے میں بعض طعن آمیز سوالات کرنے لگے مگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے انہیں روک دیا کہ میں آپ کو ایسے سوالات کرنے کی اجازت نہیں دیتا اور یہ کہتے ہوئے آپؑ نے جلدی سے اپنا ہاتھ مولوی فضل دین صاحب کے منہ پر رکھا کہ کہیں ان کی زبان سے کوئی ایسا فقرہ نکل نہ جائے۔ تو اس طرح آپ اپنے آپ کو خطرے میں ڈال کر اپنے جانی دشمن کی عزت و آبرو کی حفاظت فرمایا کرتے تھے اور یہاں بھی فرمائی۔ اس کے بعد مولوی فضل دین صاحب موصوف ہمیشہ یہ واقعہ حیرت سے ذکر کیا کرتے تھے کہ مرزا صاحب عجیب اخلاق کے انسان ہیں کہ ایک شخص ان کی عزت بلکہ جان پر حملہ کرتا ہے۔ اور اس کے جواب میں اس کی شہادت کو کمزور کرنے کے لئے اس پر بعض سوالات کئے جاتے ہیں تو آپ فوراً روک دیتے ہیں کہ میں ایسے سوالات کی اجازت نہیں دیتا۔‘‘ (سیرت طیبہ از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے۔ رضی اللہ عنہ صفحہ 53 تا 55)

حضور علیہ السلام فرماتے ہیں کہ {وَالْکٰظِمِیْنَ الْغَیْظَ وَالْعَافِیْنَ عَنِ النَّاسِ۔ وَاللّٰہُ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ} یعنی مومن وہی ہیں جو غصہ کو کھا جاتے ہیں اور یاوہ گو ظالم طبع لوگوں کو معاف کر دیتے ہیں اور بے ہودگی کا بے ہودگی سے جواب نہیں دیتے۔‘‘ (مجموعہ اشتہارات جلد دوم صفحہ ۱۲۶) (خطبہ جمعہ بیان فرمودہ 20؍ فروری 2004ء۔ مطبوعہ الفضل انٹرنیشنل 5 تا 11 مارچ 2004 صفحہ 6)

## اللہ کرے کہ ۔۔۔ دنیا کے امن کی بھی جماعت احمدیہ ضمانت بن جائے

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

’’اللہ کرے کہ ہم آپس کے تعلقات میں محبت و مودّت کے جذبات اور ایک دوسرے کے لئے رحم کو بڑھانے والے ہوں۔ وہ جماعت بن جائیں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کی روشنی میں جس طرح اُن کی خواہش تھی آپ ہمیں بنانا چاہتے تھے۔ دنیا کے امن کی بھی جماعت احمدیہ ضمانت بن جائے۔ مسلمان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلامِ صادق کو مان کر آپس کے پیار و محبت اور مودّت کی اہمیت کو سمجھنے والے بن جائیں۔ مسلمان لیڈر جو آجکل اپنے ہم وطنوں پر ظلم روا رکھے ہوئے ہیں، اس کو بند کر کے انصاف اور رحم کے ساتھ اپنی رعایا سے سلوک کرنے والے ہوں۔ عوام بھی مفاد پرستوں کے ہاتھوں میں کھیلنے کی بجائے، اُن کا آلۂ کار بننے کی بجائے عقل سے کام لیں اور خدا تعالیٰ کے صحیح حکموں کو تلاش کریں اور اُن پر چلنے کی کوشش کریں۔ مسلمان ممالک پر جو خوفناک اور شدت پسند گروہوں نے قبضہ کیا ہوا ہے، اپنے مفادات کو ہر صورت میں ترجیح دینے والوں نے جو قبضہ کیا ہوا ہے، اللہ تعالیٰ جلد اس سے بھی مسلمان ملکوں کو خصوصاً اور دنیا کو عموماً نجات دلائے تا کہ ہم اسلام کی خوبصورت تعلیم کو زیادہ بہتر رنگ میں اور زیادہ تیزی سے دنیا میں پھیلا سکیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔‘‘ (خطبہ جمعہ بیان فرمودہ یکم مارچ 2013ء۔ مطبوعہ الفضل انٹرنیشنل 22 تا 28 مارچ 2013 صفحہ 8)

☆...☆...☆

رپورٹ: عبدالہادی قریشی، نمائندہ روزنامہ الفضل لندن آن لائن (سیرالیون)

# ہیومینٹی فرسٹ سیرالیون کے تحت یتامیٰ میں سکول کی اشیاء کی تقسیم

مرا مقصود و مطلوب و تمنا خدمت خلق است
ہمیں کارم، ہمیں بارم، ہمیں رسمم ہمیں راہم

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے جماعت احمدیہ سیرالیون جہاں پیغامِ اسلام کو ہر خاص و عام تک پہنچانے کے لئے کوشاں ہے وہیں خدمتِ انسانیت کے کاموں میں بھی، جب کہیں اور جہاں کہیں توفیق ملے، بڑھ چڑھ کر مصروف ہے۔

چھ سال قبل جب ایبولا وائرس نے مغربی افریقی ممالک کو بری طرح متاثر کیا تو ہیومینٹی فرسٹ سیرالیون نے ہیومینٹی فرسٹ برطانیہ کے تعاون سے پچاس یتامیٰ کی دیکھ بھال کا ذمہ اٹھایا اور اب ہیومینٹی فرسٹ مڈل ایسٹ کے تعاون سے یہ کام باقاعدگی سے جاری ہے۔

چنانچہ مؤرخہ نو اکتوبر کو ہیومینٹی فرسٹ سیرالیون کے ایک ڈائریکٹر مکرم طاہر احمد فرخ صاحب کی نگرانی میں احمدیہ مسلم ہیڈ کوارٹر مکینی میں ایک پروگرام کا انعقاد کیا گیا اور پچاس یتامیٰ میں خوراک اور سکول کی اشیاء تقسیم کی گئیں۔ ان اشیاء میں چاول، صابن، سکول بیگ، کاپیاں، پین، پینسلیں، جیومیٹری کے سیٹ، فٹے، شارپنر، کیلکولیٹر، فائیلیں اور دیگر اشیاء تقسیم کی گئیں۔ بعض طلباء کی سکول فیسوں اور ٹرانسپورٹ کی مد میں بھی مدد کی گئی۔ الحمد للہ

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہماری کوششوں کو قبول فرمائے اور ہمیں بہترین ممکنہ رنگ میں انسانیت کی خدمت کی توفیق دیتا چلا جائے۔ آمین

DAILY LONDON
ALFAZL
ONLINE

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION
Download on the App Store
Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء
درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

(رپورٹ۔ خالد محمود شرما۔ایڈیشنل قائد تعلیم مجلس انصار اللہ کینیڈا)

# نیشنل ورچوئل تعلیمی کوئز زیر اہتمام قیادت تعلیم مجلس انصار اللہ کینیڈا

محض خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے قیادت تعلیم مجلس انصار اللہ کینیڈا کے زیر اہتمام پورے ملک میں ریجنز کی سطح پر مؤرخہ 13 ستمبر 2020ء بروز اتوار مجلس انصار اللہ کینیڈا کی تاریخ میں پہلی بار ایک ورچوئل کوئز کا انعقاد کیا گیا۔الحمد للہ علی ذالک

جب سے کروناوائرس کی وباء پھیلی ہے تمام مرد و زن، چھوٹے بڑے افراد کی معمول کی سرگرمیاں محدود اور معطل ہو کر رہ گئی ہیں۔

خاص طور پر ہمارے انصار بھائی اس صورتحال سے بری طرح متاثر ہوئے ہیں۔مساجد میں آنا جانا اور دوسرے جماعتی پروگرامز جن سے انصار بھائی مصروف اور متحرک رہتے تھے اب گویا کہ گھروں میں محصور ہو کر رہ گئے ہیں۔یہ تو اللہ تعالیٰ کا خاص فضل ہے کہ ہمیں خلافت کی نعمت میسّر ہے اور دربار خلافت سے ہماری ہر مشکل وقت میں ہماری رہنمائی ہوتی رہتی ہے۔وبا کے ابتدائی ایام میں ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ہماری توجہ اس طرف مبذول کروائی تھی کہ ان دنوں میں جب کہ ہمیں فارغ اوقات زیادہ میسّر ہیں اپنا دینی علم بڑھانے کی کوشش کریں۔وبا کے انہی ابتدائی دنوں میں محترم صدر صاحب مجلس انصار اللہ نے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی ہدایات کی روشنی میں قیادت تعلیم کو انصار اللہ کے دینی علم میں اضافے کی خاطر تعلیمی پروگرام تجویز کرنے کا ارشاد فرمایا۔چنانچہ مختلف تجاویز زیر غور آئیں جن میں سے پورے کینیڈا میں ریجنز کی سطح پر ایک ہی دن ورچوئل کوئز منعقد کرنے کی منظوری محترم صدر صاحب مجلس انصار اللہ کینیڈا نے دی۔

پروگرام کی ابتدائی تیاری سے قبل حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں بغرض دعا خط ارسال کیا گیا اور ماہ مئی کے اوائل میں قیادت تعلیم نے پورے ملک کے ریجنل ناظمین تعلیم کے ساتھ میٹنگ رکھی۔جس میں ورچوئل کوئز کے انعقاد کا ابتدائی خاکہ رکھا گیا اور تمام ناظمین کو بھی حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں دعائیہ خط لکھنے کے ساتھ تیاری کا آغاز کرنے کا کہا گیا۔تمام ریجنز کی ہر مجلس میں سے دو ٹیمیں (دو انصار پر مشتمل) تشکیل دینے کا کہا گیا اور ہر ریجن کو اپنی انتظامی ٹیم بنانے کی ہدایت دی گئی۔اور تمام ٹیمز کے ناموں کی فہرست قیادت تعلیم کو موصول ہونے کی آخری تاریخ مئی کے آخر میں رکھی گئی۔ہر ریجن کی انتظامیہ میں شامل افراد کچھ یوں تھے۔

1۔اسکورر 2۔چیف ججز (مربیان سلسلہ کا پینل) 3۔میزبان 4۔تکنیکی معاونت 5۔ ٹائم کیپر

ناظمین تعلیم کو ابتدائی میٹنگ کے دوران تعلیمی کوئز کے نصاب سے بھی آگاہ کیا گیا جو صدر صاحب مجلس کی منظوری سے قیادت تعلیم کا مرتّب کردہ رواں سال کا نصاب رکھا گیا تھا۔یہ نصاب قرآن کریم کا تیسرا پارہ،احادیث مبارکہ،تحریرات حضرت مسیح موعود علیہ السلام میں سے ہماری تعلیم اور تذکرۃ الشہادتین اور خطبات امام پر مشتمل ہے۔

مجلس انصار اللہ کینیڈا کو انتظامی لحاظ سے درج ذیل پندرہ ریجنز میں تقسیم کیا گیا ہے۔

1۔کیلگری 2۔ اٹلانٹک کینیڈا 3۔بریمپٹن ایسٹ۔ 4۔بریمپٹن ویسٹ پیری 5۔ برٹش کولمبیا 6۔ایسٹرن کینیڈا 7۔ویسٹرن انٹاریو 8۔ ہالٹن نائیگرا 9 ۔مسی ساگا 10۔پیس ویلج مقامی 11۔ناردرن انٹاریوٹ 12۔ورنٹو ایسٹ 14۔ٹورنٹو ویسٹ 15۔وان

مندرجہ بالا ریجنز کی کل مجالس کی تعداد 103ہے۔

ورچوئل کوئز کے انعقاد سے تقریباً ایک ماہ قبل قیادت تعلیم نے تمام ریجنل ٹیموں کو بذریعہ ناظمین اعلیٰ اور ناظمین تعلیم تیاری کے لئے سوالات کا پیکیج بنا کر بھیجا تا کہ انصار بھرپور تیاری کے ساتھ شرکت کریں اور ایک معیاری پروگرام منعقد کیا جا سکے۔علاوہ ازیں ورچوئل کوئز کے قواعد و ضوابط بھی ناظمین اعلیٰ اور ناظمین تعلیم کو بھجوائے گئے اور ساتھ ہی قیادت تعلیم نے تمام ریجنز کی ٹیموں کو پولز میں تقسیم کر کے کوئز کو منعقد کرنے کا انتظامی خاکہ بھی تمام ریجنز کے لئے تجویز کیا۔پروگرام سے ایک ہفتہ قبل کوئز میں پوچھے جانے والے تمام سوالات کی پاور پوائنٹ سلائیڈز بنا کر تمام ناظمین اعلیٰ، ناظمین تعلیم کو بھجوائیں۔قیادت تعلیم نے ساتھ ہی تمام ناظمین تعلیم اور ہر ریجن کی انتظامی ٹیم کے ساتھ میٹنگ کی اور پروگرام کو منعقد کرنے کی تیاری کا حتمی جائزہ لیا اور اٹھائے گئے سوالات کے جوابات دیئے۔

بفضل تعالیٰ 13 ستمبر بروز اتوار سورج طلوع ہوا۔جب مجلس انصار اللہ کینیڈا کی تاریخ میں پہلی بار کینیڈا کے طول و عرض میں پھیلے تمام ریجنز میں تعلیمی ورچوئل کوئز کا انعقاد ہونے جا رہا تھا۔تمام ناظمین تعلیم نے پروگرام سے بہت پہلے سے ہی ورچوئل پروگرام کے لنکز قیادت تعلیم کو بھجوا دیے تھے۔اگرچہ ورچوئل کوئز کے پروگرام پورے کینیڈا کے ریجنز میں ایک ہی دن منعقد ہوئے مگر ٹائم زون کے لحاظ سے وقت مختلف تھے۔یہاں یہ ذکر بھی مناسب ہو گا کہ کینیڈا میں چھ ٹائم زون ہیں جو مشرق سے مغرب تک درج ذیل ٹائم زون کہلاتے ہیں

Pacific, Mountain, Central, Eastern, Atlantic and Newfoundland

اللہ تعالیٰ کا خاص فضل و احسان ہے کہ محترم ثناء اللہ خان صاحب (قائد تعلیم) اور خاکسار کو کینیڈا کے طول و عرض میں پھیلے تمام ریجنز میں بذریعہ ورچوئل لنک ان پروگراموں میں شامل ہونے کا موقع ملتا رہا۔الحمد للہ

عام معمول کے حالات میں تو یہ ناممکن تھا کہ ہم ایک ہی دن میں ہزاروں میل پر پھیلے پورے ملک میں ان پروگراموں میں شرکت کر پاتے۔اللہ تعالیٰ نے اس وبا کے سخت دنوں میں بھی ہمارے لئے اس جدید ٹیکنالوجی کے ذریعے بھلائی کے سامان پیدا فرما دیے کہ ہم پورے ملک کی ان بابرکت مجالس میں شامل ہو کر برکتیں سمیٹتے رہے۔الحمد للہ علیٰ ذالک

تمام کوئز پروگرام کوالیفائی، سیمی فائنل اور فائنل مرحلہ جات پر مشتمل تھے۔کوئز کے سوالات تین کیٹیگریز یعنی قرآن کریم کا تیسرا پارہ، کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور خطبات امام پر مشتمل تھے۔کوالیفائی مقابلہ جات تین راؤنڈز پر مشتمل تھا۔پہلے راؤنڈ میں دو سوالات قرآن کریم اور حدیث ،دوسرے راؤنڈ میں دو سوالات کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور فائنل راؤنڈ میں ایک سوال خطبات امام میں سے پوچھے گئے۔ہر سوال کے دس نمبر تھے اور جواب دینے کے لئے بیس سیکنڈ کا وقت رکھا گیا تھا۔اسی طرح سیمی فائنل اور فائنل مقابلہ جات بھی تین راؤنڈز پر مشتمل تھے۔ان مقابلوں میں قرآن کریم، حدیث اور کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے تین، تین اور خطبات امام سے ایک ایک سوال پوچھا گیا۔کوالیفائی راؤنڈز کی چار بہترین ٹیموں کے درمیان دو سیمی فائنل منعقد ہوئے۔جن میں سے دو بہترین ٹیموں نے فائنل کے لئے کوالیفائی کیا۔

خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے تمام ٹیمیں بھرپور تیاری کے ساتھ شریک ہوئیں اور کئی سخت مقابلے بھی دیکھنے کو ملے۔تمام شامل ہونے والے انصار بھائیوں نے کوئز مقابلوں کو بہت سراہا۔اور کچھ نے یہ تاثرات بھی دئے کہ اس کوئز مقابلے کی تیاری کے نتیجے میں کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مطالعہ کی طرف بھی توجہ مبذول ہوئی ہے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام انصار بھائیوں کو حضرت مسیح موعود کے ان خزانوں سے فائدہ اٹھانے کی توفیق عطا فرماتا چلا جائے۔آمین

☆...☆...☆

| 10 نومبر 2020ء | | طلوع فجر | غروب آفتاب |
| --- | --- | --- | --- |
| مکہ مکرمہ | 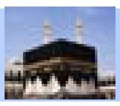 | 05:10 | 17:40 |
| مدینہ منورہ | 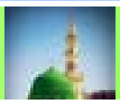 | 05:14 | 17:37 |
| قادیان | 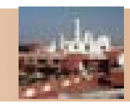 | 05:29 | 17:32 |
| ربوہ | | 05:09 | 17:12 |
| اسلام آباد ٹلفورڈ | | 05:42 | 16:21 |